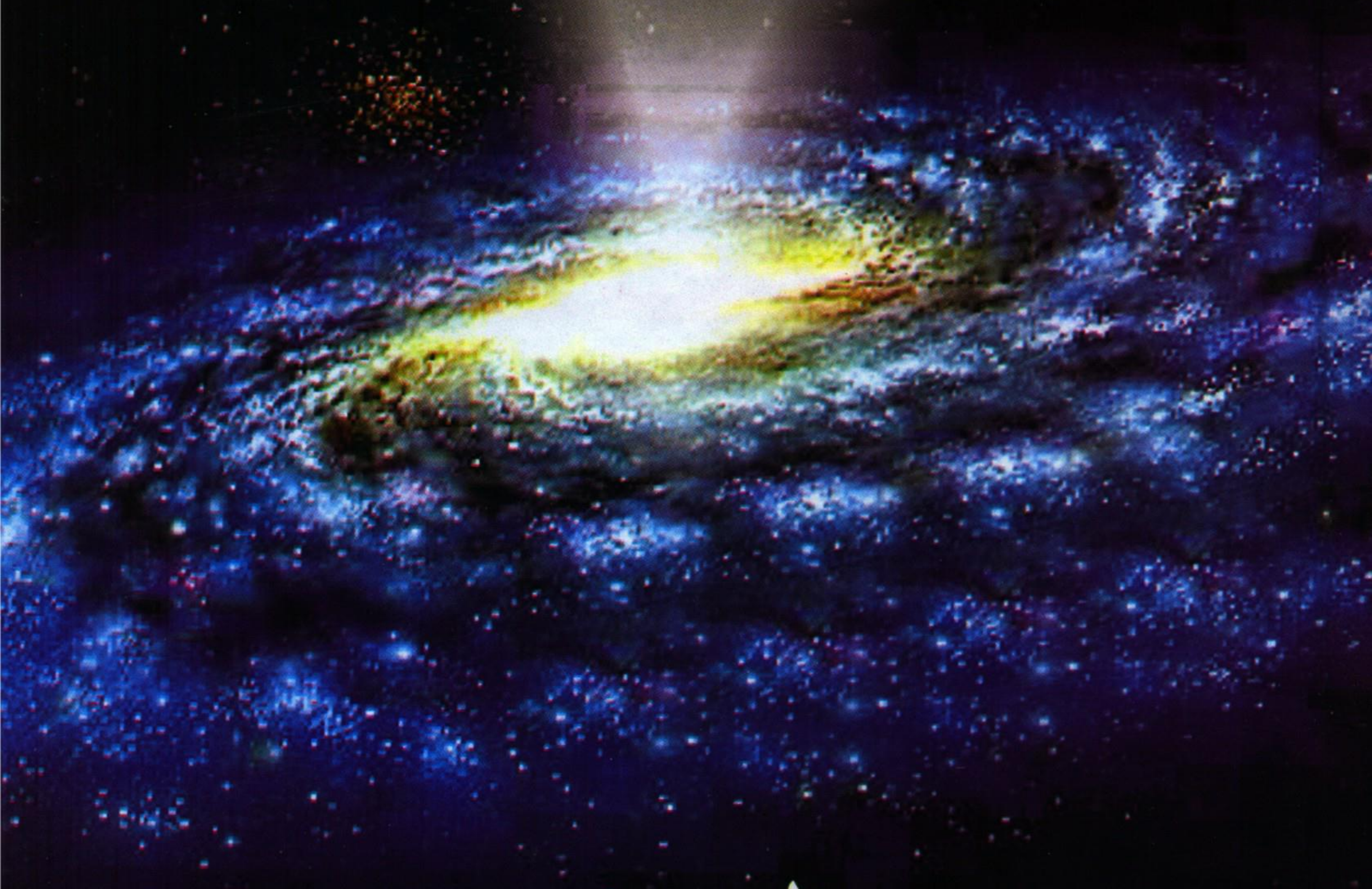


مقام محمد



پیر محمد دالحسن
سید شاہ مستوار قلندر



مقام محمود

پیرسید محمود الحسن شاہ مستوار قلندر
سجادہ نشین دربار مخدوم پور شریف (مرید) ضلع چکوال، پاکستان

الخاکی پبلیشرز

الحاکی پرنٹرز گلی نمبر 7 رائل پارک لاہور

Mob: 0321-9490655 Ph: 042-5839671

E mail: saif_tum@hotmail.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	مقام محمود
تصنیف	:	پیر سید محمود الحسن شاہ مستوار قلندر
کمپوزنگ	:	ڈاکٹر یاسمین بلال
ڈیزائننگ	:	سیف الرحمن محمودوی
بارطباع	:	اول
تعداد	:	
قیمت	:	
الخواکی پبلیشرز نے لاہور سے چھپوا کر شائع کی۔		

انتساب

.....

میں اپنی اس کتاب، "مقام محمود" کا انتساب، نام کرتا ہوں فخر کل
موجودات، محبوبِ لم یزل، کائنات کی حسین ترین شخصیت، عاشقوں کے دل
کی دھڑکن اور ہر حسین کا حُسن، پیارے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کے نام کہ جن کی نظر سے سنور جاتے ہیں گل جہانوں کے کام۔

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۔	حرفِ گل	11
۲۔	حصہء نعت	17
	یارب تُو اپنی ذات کا جلوہ دکھا مجھے	18
	میں فقیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مجھے کوئی غم نہیں	20
	دیوانہ یہ تو تیرا ہی دیوانہ ہے	22
	آقا سے مجھے دوری بڑی مشکل ہوتی ہے	24
	کام جو بڑا سرور کا ہے	26
	تھا جس کے مقدر میں نظارہ تیرے در کا	28
	شہر تمہارا بڑا سہانا لگتا ہے	30
۳۔	پنجابی کلام	33
	تیرے بن میری کوئی زندگی نہیں	34
	اے قلندر سوہنے داہر وقت موالی اے	37
	قطعات	39

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
45	حصہ منقبت	۴-
46	منقبتِ امام حسن مجتبیٰؑ	
48	منقبتِ امام حسینؑ	
50	منقبتِ امام حسینؑ	
52	درشانِ مرشد	
54	منقبتِ غوثِ اعظم	
57	روحِ روحانیت	۵-
59	عارفانہ کلام	۶-
63	غزلیات	۷-
64	ہر طرف آج نور کی بہار ہی بہار ہے	
67	شاہباز جو دل کے ہیں بے تاب ہوا کرتے ہیں	
69	ماہی پیارے ہم نے کشتی چھوڑ دی تیرے نام	
71	ہم صبح جلتے ہیں شام جلتے ہیں	
73	جب بھی سخی کا نام لیتا ہوں	
75	بن یار کے مجھ سے اے یار رہا جاتا نہیں	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
77	واہ تیرے حسن کا عالم کیسا ہوگا	
79	ہوگا کوئی ایک تو پیارا مست آنکھوں کا	
81	سنگت الست کی اس نے کیسے نبھا دی ہے	
83	اے طالب ہر دم ایسا کیسو ہو جا	
85	رہے بہار تیرے گلشن میں خزاں نہ ہو	
87	قطعات	۷۔
145	رُباعیات	۸۔
167	متفرق	۹۔
173	متفرق اشعار	۱۰۔
192	قلندری مایہ	۱۱۔
203	ترانہ قلندر	۱۲۔

حرفِ کل

شروع اللہ کے نام سے جو سب سے بڑا رحم کرنے والا اور جو سب سے بڑھ کر رحمتیں لٹا دینے والا ہے۔ جس کی عطاؤں کا اگر میں تذکرہ کروں تو کوئی حد ہی نظر نہیں آتی۔ میرے وہم سے دور میرے گمان سے دور میری اوقات سے بڑھ کر اس کی عطاؤں کے انبار نظر آتے ہیں اور انبار بے شمار نظر آتے ہیں اور شانِ کریمی پہ جب نظر جاتی ہے تو اس کی رحمت کے آگے بخشے ہوئے سب گناہ گار نظر آتے ہیں اور پھر اس کی رحمتوں کا نزول اس طرح کہ اس کے عشق میں تڑپتے ہوئے کثیر التعداد طلبگار نظر آتے ہیں اور اس کے حسن کا نظارہ اس قدر مسرور کر دیتا ہے کہ بڑے بڑے متکبر، بڑے بڑے سرکش، بڑے بڑے جابر، بڑے بڑے سلاطین، بڑے بڑے تاجور اور بڑے بڑے یکتائے روزگار اس کی بارگاہ میں بیکار نظر آتے ہیں اور اتار کر اپنی تمام خلعتیں پھر ہر دم اسی کے طلبگار نظر آتے ہیں اور جب کوئی قلندر مقامِ سر کو پا کر فائز بر مقامِ ذات ہوتا ہے تو ربِّ ذوالجلال و ذوالجمال کے اس قرب و وصال اور جمالِ دلکش کو پا کر مستوار ہو جاتا ہے۔

میں اس سب کچھ عطا کرنے والے کا اگر شکر ادا کرنا چاہوں تو معذور ہوں اور اگر میں ہر سانس میں کروڑ کروڑ دفعہ بھی شکر ادا کروں تو کمال کم ہو گا۔ میرا پتہ کریم میرا وارث میرا مالک میرا محبوب اس قدر پیارا اور عظیم ہے کہ میرا کوئی بھی پیانا نہ شکر اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد ان گنت درود و سلام پیارے آقا کے نام آپ کے آل و اصحابؑ کے نام کہ جن کی موجودگی ہر وقت میرے سر پہ سائبان کی طرح ہے اور جن کی نظرِ کیمیا کے اثر سے میں نے اس کتاب کا سفر مکمل کیا۔ گویا میری اس کتاب کے ایک ایک حرف میں رحمتِ مصطفیٰ شامل ہے اور اگر یہ کتاب کسی اہل دل کے ہاتھ لگی تو بے شک اسے اس کتاب کا ہر حرف عکسِ کرمِ سید الانبیاءؑ نظر آئے گا۔ میں اگر یہ کہوں تو غلط نہ ہو گا کہ اس کتاب کے تمام اشعار عطاءئے مستی و چشمِ مصطفیٰ ہیں۔ یہ اشعار چشمِ مصطفیٰ کی لالی کو لے کر ہر طالبِ حق کو لعل و لعل کر دیں گے۔

آخر میں تمام درختوں کے پتوں سے بڑھ کر اور بارش کے تمام قطروں سے بڑھ کر اور دنیا کے تمام پھولوں کی پتیوں سے بڑھ کر اور آسمان کے تمام ستاروں سے بڑھ کر جنت کے تمام نظاروں سے بڑھ کر اللہ کے تمام پیاروں سے بڑھ کر زمین کے تمام ذروں سے بڑھ کر اللہ کے تمام رازوں سے بڑھ کر دنیا میں لکھے گئے تمام حروف سے بڑھ کر اور دنیا میں بنائے گئے تمام ظروف سے بڑھ کر اور تمام پوشیدہ اور تمام معروف سے بڑھ

کر اور سب نور سے بڑھ کر عشاق کے سرور سے بڑھ کر ہر حور سے بڑھ کر تجلیاتِ طور سے بڑھ کر تمام چشم ہائے مخمور سے بڑھ کر درود و سلام، رحمتیں برکتیں اللہ نازل فرمائے میرے اور اپنے محبوبِ کریم کی ذات پر آپ کی آل پر آپ کے اصحابؓ پر اور آپ کی ازواج پر آپ کے احباب پر جیسا کہ درود و سلام بھیجنے کا حق ہے اور وہ سب سے اعلیٰ جاننے والا ہے۔ یہ میں نہیں جان سکتا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ و سلام پر درود کا حق کتنا ہے یہ اللہ ہی کی ذات جانتی ہے کیونکہ میں لاشے ہوں ناچیز ہوں اور ذرّہ بے مقدار ہوں جبکہ حسنِ نبیؐ سے مستوار ہوں۔

اب میں کچھ ذکر کرنا چاہوں گا حیدرِ کتر کا اس دُلڈل سوار کا جو عاشقِ ربانی ہے اور اپنی ذات میں لاٹانی ہے اور مصطفیٰؐ کا دلبر جانی ہے اور جس کا دشمن بلاشبہ فانی ہے۔ جب میں نے پہلی کتاب آذانِ قلندر لکھی تو اس کا آغاز کچھ اس طرح ہوا کہ مغرب کے بعد کا وقت تھائی وی پر قوال قوالی کر رہے تھے جس کے بول تھے من كنت مولا فهذا علي مولا یہ بول جو نبیؐ میں نے سنے تو ایک ایسی تجلی عشقِ علیؑ دل میں چمکی کہ زبان پر مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں اشعار جاری ہو گئے اور اس طرح پہلی رباعی جناب علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں میں نے لکھی تو میں صاف کہوں گا میرے قلم کو لکھنے کی طاقت نگاہِ علیؑ سے ملی دعا ہے ان کی یہ نظر اس طالبِ نظر پر قائم تا دائم رہے۔

اب میں ضرور ذکر کرنا چاہوں گا ایک ایسی ہستی کا جو میرے ہوش
 سنبھالنے سے پہلے میری نگران تھی اور آج تک نگران ہے اور واقعی جس نے
 مرشد ہونے کا حق ادا کیا اور اس کو تمام عالم پیروں کا پیر کہتا ہے وہ میرے
 مرشد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی شہباز لا مکانی ہیں۔ میرا جب
 بچپن کا کم فہمی کا زمانہ تھا تو اس وقت بھی کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو جناب کو
 پکارا کرتا فوراً اللہ کا کرم ظاہر ہو جاتا اور آج بھی میرا سب کچھ ان کی توجہ اور
 نگاہ دلکش کے باعث ہے۔ اقبال نے جو کہا

ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تو میں نے یہ خوب آزمایا کہ جناب غوثِ پاک کی نگاہِ تقدیر کو پلٹ کر رکھ
 دیتی ہے۔ انہی کی طلب سے مجھے عشقِ مصطفیٰؐ عشقِ خدا ملا ہے اور انہی کی
 طلب سے مجھے قربِ نبیؐ کی فضا اور قربِ حق کا پتہ ملا ہے۔ تمنا ہے کہ وہ
 ہمیشہ ہی اس ناچیز کو اپنے دامن میں چھپائے رکھیں کہ اس دامن کے سوا اس
 کا کوئی ٹھکانہ نہیں اور جب کوئی مستوار قلندر کھری بات کرتا ہے اور مشاہدہء
 حق کو بادہ و ساغر میں پیش کرتا ہے تو الفاظ و معانی کے اسرار و رموز بیان کرتا
 ہے جس سے اہمیتِ بادہ و ساغر کے ساتھ ساتھ اہمیتِ مئے اور بڑھ جاتی
 ہے کہ مقصدِ تحریر دینے والے کی آواز یہ الفاظ ہی ہوتے ہیں جن کو مقررہ
 پیمانوں میں ناپا تو لا جاتا ہے مگر جب کوئی بزمِ لا مکاں سے پی کر مست ہو تو
 بزمِ ہستی کے قوانین خود ہی بناتا اور خود ہی مٹاتا ہے کہ وہ کسی کا آئینہ ہوتا ہے

اور دل کی دنیا کا یہ مستوار رازِ کائنات ہوتا ہے اور کسی نظر کی وجہ سے رموز
واسرارِ کائنات کو عیاں کرتا ہے اور پھر دردِ کولفظوں کی زباں دینا بھی تو مشکل

ہے۔ بڑی مشکل سے لکھے ہیں دل کے سپنے
گر سینے میں دل ہے تو ذرا غور سے پڑھ

اپنی پہلی کتاب آذانِ قلندر کے ”حرفِ لامکاں“
میں صوفی وارثی میرٹھی کی کتاب ”شعرو قافیہ“ کا حوالہ موجود ہے جس
میں رباعی کے مقررہ اوزان کے ساتھ یہ وضاحت بھی ہے:
”ایک رباعی کے چاروں مصرعے چار مختلف بحروں میں لکھے
جاسکتے ہیں۔ رباعی کی بحریں اگر بنانا چاہیں تو اور بہت سی بن سکتی
ہیں۔“ (ص ۷۸)

اوزان و بحر کی پابندی و قدیم دل کی چاہت کے فسانے
کو لفظوں کا رنگ دیتے ہوئے بارہا آڑے آئی مگر اس سب کے باوجود یہ
کتاب فی البدیہہ لاہوتی کلام اور علمِ رموز کی تجلیات لئے آپ کے ہاتھوں
میں ہے اور حُسنِ ازل کے عاشقِ مستوار کی مستی کے جامِ در جامِ خواص و عام
الناس کے لئے پیش ہیں۔

قارئینِ کرام اس کتاب کو غور سے پڑھیں کہ یہ کتاب دلوں
کے زنگ کو دور کر کے باعثِ تصفیہ و قلبِ ثابت ہوگی اور باعثِ تزکیہ و نفس

ثابت ہوگی جو طالب حق یہ چاہتا ہے کہ اس کے باطن میں گرفت ہے، گر ہیں لگی ہوئی ہیں، حیران ہے، خیالات کا شکار ہے، توجہ کا ارتکاز نہیں، یکسوئی سے دور ہے، قبض و بست کا شکار ہے اور طریقت کے سفر میں اس کی روح بیزار ہے، کبھی کچھ رمتی نظر آتی ہے اور پھر گرفتار ہو جاتا ہے، نفس غالب ہے، خواہشات، لذات، شہوات کا دامن نہیں چھوڑ سکتا، خود پرستی کو نہیں بھول سکتا اور اس کا ہمہ وقت ایک سانہیں زیر و زبر کا شکار رہتا ہے، باطن کی دنیا سے جی گھبراتا ہے اور مادیت میں خوش ہوتا ہے اور تجرید و تفریط چاہتا ہے۔ انائے فرعونی سے نجات پا کر مقام انا پر فائز ہونا چاہتا ہے اور مکمل تابعداری پیارے مصطفیٰ کریمؐ میں رہنا چاہتا ہے تو اس کتاب کو پڑھ کر اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے انشاء اللہ و تعالیٰ اپنی مراد کو پہنچے گا

کلام قلندر کا ہر ایک لفظ
آفتابِ عالمِ عرفاں ہے
جامِ جمشید کی مانند محمود
رموزِ گل کا گل جہاں ہے

پیر صاحب کے دستخط

روحِ کُل جن و انس ، ملائکہ کا چین
محمدؐ و علیؑ ، فاطمہؑ ، حسنؑ و حسینؑ

(آذان قلندر)



چمنِ مصطفیٰؐ کی جو ہیں خوبصورت کلی
صدیقؑ و عمرؑ ، عثمانؑ و علیؑ

(آذان قلندر)

حصہء نعت

یارب تُو اپنی ذات کا جلوہ دکھا مجھے
قابل نہیں ہوں میں اگر قابل بنا مجھے

میری سمجھ سے دور ہیں تیری یہ قدرتیں
بس تُو کرم سے یارب ان کو سکھا مجھے

ہر وقت میں رہوں تیرے عشق میں فنا
اب تو محبتیں وہی کر دے عطا مجھے

گُھل جائے دل کی نظر ہو لطف دید کا
کوئی ایسی دُھن عشق کی اب تو سنا مجھے

کتنا گیا ہوں میں بکھر محمود ہجر میں
اب آ نظر کے سامنے اپنا بنا مجھے



میں فقیر مصطفیٰ ﷺ ہوں مجھے کوئی غم نہیں
اک بار ان کا دیکھنا رحمت سے کم نہیں

اُن کو دیے خدا نے رتبے بڑے بڑے
توصیف ان کی لکھے ایسا قلم نہیں

ابدال ہو ، قطب ہو یا کوئی غوث ہو
ایسا مجھے بتادو جس پر کرم نہیں

جس دل میں چھا گئی ہو ہر سمت ہی خزاں
سمجھو کہ اس دل پہ ان کا قدم نہیں

سب سے حسیں دیکھا ہے محمود نے انہیں
ان جیسا تو جہاں میں خدا کی قسم نہیں



دیوانہ یہ تو تیرا ہی دیوانہ ہے
بھول گیا اس کو اب سارا زمانہ ہے

سب کی زباں پر کوئی نہ کوئی ہے تذکرہ
میرے ہونٹوں پر تیرا ہی ترانہ ہے

تنہا تنہا میں ہوں رہتا اے میرے شاہا
بس مزاج اب بن گیا قلندرانہ ہے

ہر طرف تیرے ہی جلوے ہیں اے ساجن
تیری مستی میں ہوا مست یہ مستانہ ہے

جس کی روح اور دل تیری یاد سے نہ تڑپے
دل ہی نہیں وہ کوئی کھنڈر ویرانہ ہے

تیرے چہرے کے لشکارے ہیں پیارے
اوپر سے محمود رنگ بھی تو عاشقانہ ہے



آقا سے مجھے دوری بڑی مشکل ہوتی ہے
روتا ہوں میں چپکے سے جب دنیا سوتی ہے

ہر وقت میں روتا ہوں بس ان کی جدائی میں
رہتا ہے یہ دل مجبور قسمت بھی روتی ہے

ان اشکوں کو کیا جانے اے نا سمجھ واعظ
تیرے لئے پانی ہے پروانے کا موتی ہے

ہے قسمت کا یہ کھیل اس عشق کہانی کا
جس قسمت میں نہیں وہ سمجھو کہ کھوٹی ہے

وہ ہیں ناخدا محمود اب اس سفینے کے
اُس نام کی تو کشتی کب کس کو ڈبوتی ہے



کام جو بڑا سُرور کا ہے
یہ سب کرم حضورؐ کا ہے

جس نے بخشا دل کا اجالا
یقیناً وہ پیکر نور کا ہے

طالب ان کا مرتا ہے ان پہ
نہیں یہ حورو و قصور کا ہے

اپنی مثل وہ آئیں نظر تجھ کو
تیرے اندر کام فتور کا ہے

راز نہیں کائنات کا کوئی
سب تماشا اک ظہور کا ہے

یہ کیا سمجھیں رازِ انساں
محمودؐ یہ جذبہ شعور کا ہے



تھا جس کے مقدر میں نظارہ تیرے در کا
اللہ نے بنایا اُسے پیارا تیرے در کا

ہو ملنا جسے انعامِ خداوندی ہر دم
وہ بے شک جا بنتا ہے دُلارا تیرے در کا

یوں تو کئی چمکتے ہیں ستارے جہاں میں
پر سب کو چمک دیتا ہے ستارا تیرے در کا

ہیں دنیا کے حسیں سارے انگشتِ بدنداں
جب سے کیا اُنہوں نے نظارہ تیرے در کا

میستّر ہے فقط شاہ کو یہ سلطنتِ دنیا
یاں جبریل بھی پاتے ہیں اشارہ تیرے در کا

ہر ایک کی شاہی ہے یہاں اک خاص جہاں تک
محمّدؐ نہ پایا ہے کنارہ تیرے در کا



شہر تمہارا بڑا سہانا لگتا ہے
یہاں باغِ جنت بھی ویرانہ لگتا ہے

نور ہی نور ہے اور محویت کا یہ عالم
جاننے والا بھی اک انجانا لگتا ہے

بڑھ کر ہے ہر حسیں سے ادائے دل گداز
دیکھ دیکھ کے بنایا کوئی یارانہ لگتا ہے

مکیں تو بن جاتے ہیں وہ دل کے لیکن
دل ان کا بنانے میں زمانہ لگتا ہے

سمجھ بیٹھا ہے جو ان کو اپنی جان سے دُور
ظرف کم ہے اس کا ان سے بیگانہ لگتا ہے

نظر کو اِس کی کوئی بھاتا نہیں ہے اب
یہ سچ ہے محمود ان کا دیوانہ لگتا ہے



پنجابی کلام

تیرے بن میری کوئی زندگی نہیں
ایس گل دا تے تینوں خیال نہیں

دن راتیں یاد میں کردا ہاں
ہر ویلے ایہہ میرا وظیفہ اے
میں ہوو تے کجھ وی نہیں پڑھ سکدا
تیرا نام میرے لئی صحیفہ اے

تیرے سوا جے کسے نوں پیار کراں
فر اے تے میری مجال نہیں

ہر وقت اے سوہنیا شکل تیری
 رہندی اے میرے دل دے وچ
 اک لمحہ جے اس توں دور رہواں
 ایہہ ہر گز نہیں میرے ٹل دے وچ

گر تن من نوں بھلا نہ دیواں
 فر ہور تے کوئی کمال نہیں

ایہہ میری طلب پرانی اے
 اک واری آجا من دے وچ
 خوشبو تیری نوں پا کے تے
 رس بھر جائے ایس تن دے وچ

فیر اس توں ودھ کے میرے لئی
تے کوئی دوجا سوال نہیں

میں اک گزارش کردا ہاں
تیرے پاک دربار دے وچ
توں رنگدا ایں اپنے رنگاں وچ
مینوں وی رنگ دے پیار دے وچ

محمود دے دل وچ آ وس توں
ایہہ تے تیرے لئی محال نہیں



اے قلندر سوہنے دا ہر وقت موالی اے
تھیواں صدقے اس توں جنیں عزت سنبھالی اے

او شاناں سچیاں نہیں سب توں اُچیاں نہیں
اوہ آپ نرالا اے اوہدی شان نرالی اے

اوہ عزتاں دیندا اے اوہ شرماں رکھدا اے
ایسے لئی سارا جگ اوہدے در دا سوالی اے

ہوئیا پاگل جس پچھے ایہہ کل زمانہ اے
اُس مدنی ماہی دی ہر شے متوالی اے

ہوئیا جد دا عاشق میں اس پیارے ڈھولن تے
لجپال نے بے شک میری ہر مشکل ٹالی اے



میرے نال آجاؤ اے پیارے سنگیوں
 کر لیئے نظارہ پیارے یار دا اج
 سجدہ سوہنے دلبر نوں کرو اتیج محمود
 لگ پتہ جائے دنیا نوں پیار دا اج



دنیا بیکار اے سنگھدی پئی اے
 سوہنے دی ہوا لنگدی پئی اے
 قسمت دے مارے قسمت لبدے
 قسمت تے خود اتھوں منگدی پئی اے

بے شک سب توں پیارے نہیں حیدر کزارؑ
 رحمت آپ دے چہرے تے وئے لگاتار
 انہاں دے غلاماں نوں ہوون معراجاں
 منکراں دا یارو نہیں کدِ رے شمار



ناں سُن کے اج وی مولا علیؑ دا
 منکر دا دل دھڑک دا پیا اے
 ذوالفقار سوہنے نے ایسی چلائی
 کافر اے تک پھڑکدا پیا اے

میں الگ نہیں تُوں الگ نہیں
 پر اے گل سمجھدا جگ نہیں
 دل دی دنیا ہے فقیر لٹ دا
 مست ضرور اے لیکن ٹھگ نہیں



جس دی قلندر نال ہے نسبت سنکيا
 رب دی سوں او ذلیل نہیں ہو سکدا
 علیؑ دا پیارا کرے سخا محمودؑ
 سچا سید کدی بخیل نہیں ہو سکدا

میرے من وچ وس گیا اللہ نے
 میری ہوگئی واہ تسلی نے
 پئی دل وچ چمک اوڑی اے
 میرا دل ہن عرش معلیٰ نے



اُچی شان اے تول دا نہیں آں
 موتی خاک وچ رول دا نہیں آں
 کسی نظر دا ہے کرشمہ
 محمود میں آپے بول دا نہیں آں

مصیبت توں چھٹکارا سوکھا نہیں ہوندا
 مطابق جو چلے اوہ اوکھا نہیں ہوندا
 کوشش تے بڑی کردا اے سچا طالب
 مقدر بنا محمود موقع نہیں ہوندا



ہر تھاں دا ماحول کچھ ہو رہا ہووے
 ہر دل وچ ذکر دا شور ہووے
 ہر دل وچ چمکے یار دی صورت
 دور اندر دا فیر چور ہووے

مولوی ہرگز نہ تھد مولائے روم
تا غلامِ شمسِ تبریزی نہ تھد
(مولائے روم)



شکرِ اللہِ حالِ من ہر لحظہ نیک و تر شد است
شیخِ شیخاں شیخِ حمزہ تا مرا راہبر شد است
(داؤد شاہ خاکی)

حصہء ملقبیت

منتقبتِ امامِ حسنؑ

مصطفیٰؐ کے لختِ جگر کے سوا کچھ بھی نہیں
دراصل دینِ شبیرؑ و شبیرؑ کے سوا کچھ بھی نہیں

سنو سنو اے بغضِ علیؑ رکھنے والو سنو!
اسلام میں تو علیؑ کے گھر کے سوا کچھ بھی نہیں

پردے کو جب اسلام کے چہرے سے اٹھایا میں نے
فاطمہؑ کے تو نورِ نظر کے سوا کچھ بھی نہیں

کب تک اپنے اعمال کو کرتے رہو گے یوں تباہ
پاس تمہارے دوزخ کے سفر کے سوا کچھ بھی نہیں

تیرا لہجہ ، تیری قرأت ، قرآن پڑھنے کا انداز
دھوکہ ، فریب ، دجل ، مکر کے سوا کچھ بھی نہیں

شوقِ حج و طواف تو ہے یقیناً بہت محمود
ناداں مگر یہ سب چکر کے سوا کچھ بھی نہیں



منقبتِ امام حسینؑ

مقامِ حسینؑ کو تم مصطفیٰؐ سے پوچھو
کیا پا گئے قصہ کربلا سے پوچھو

کیا کیا نوازشیں ہوئیں پیارے امامؑ پر
پوچھ سکو گر یہ تو عطا سے پوچھو

موڑ سکتے تھے رضا والے ہر چند تقدیر کو
آج بھی کہتا ہوں میں یہ رضا سے پوچھو

پیارے تھے وہ کتنے پیارے رسول کو
وہ منظر رسولِ خدا سے پوچھو

نزالے پھول تھے گلشنِ محمدؐ کے
اُس گلِ حسن کی خوشبو مرتضیٰؑ سے پوچھو

مرا سرمایہءِ زندگی فقط حسینؑ ہیں
محمودؑ یہ راز علیؑ مولا سے پوچھو



منتقبتِ امام حسینؑ

غمِ حسینؑ سے دل کو اپنے دھو لیتا ہوں
یاد جب آئیں وہ جی بھر کے رو لیتا ہوں

مصائب جب بھی دل کو ٹھیس پہنچاتے ہیں
دل بحرِ دردِ امام سے بھگو لیتا ہوں

تصور میں نظر آتے ہیں نظارے مجھ کو
نظرِ مرشد سے دل میں سمولیتا ہوں

غمِ ابنِ علیؑ میں ، غمِ بنتِ علیؑ میں
نکلے ہوئے آنسو سے دل دھو لیتا ہوں

حوادثِ دنیا جب سر اٹھاتے ہیں محمودؑ
افتِ ابنِ مرتضیٰؑ میں من ڈبو لیتا ہوں



درشانِ مرشد

مرشد مجھے کچھ اس طرح سیراب کر گئے
دشتِ دروں کے خار کو گلاب کر گئے

ان کی عطا کا فیض ہے یہ درِ قلندر
بارانِ کرم وہ مجھ پہ بے حساب کر گئے

کچھ لوگوں کو شک ہے فقیر کے نظام پر
لیکن وہ دل کو مرکزِ جناب کر گئے

قاصر ہیں خریدنے سے اب اہل نظر مجھے
جاناں نگاہِ خاص سے نایاب کر گئے

رہتے ہیں میرے پاس وہ اک پھول کی طرح
محمود میرے گلشن کو شاداب کر گئے



منقبتِ غوثِ اعظم

جب نقابِ جبیں سے دور غوثِ الوریٰ کرے
ہر چہرے پہ نور کا پھر منظرِ سجا کرے

ہو گئی ہو جس کی قضاءِ عمر بھر کی ہر نماز
ان کی ہر ہر ادا میں کیوں نہ وہ ادا کرے

آجائے جو ان کی بزم میں بھولے سے ایک بار
کون ہے جو پھر اس کو اُن سے جدا کرے

رہتے ہیں وہ میرے دل میں چین کی طرح
کون ہے پھر جو نہ ادھر مرنے کی دعا کرے

کھل جائے جب بوتل ان کے شراب کی محمود
کافر ہے جو پھر بھی کوئی اور نشہ کرے



إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً وَإِنَّ

مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا ۝

(بخاری، ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف)

(ترجمہ) بے شک بعض اشعار حکمت آمیز، اور

بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں

روحِ روحانیت

دنیا میں یہ تین تعلق لازوال
مرشدِ نبیؐ اور ربِّ ذوالجلال

بے شک رب کو ان سب پر خوب کمال
مصطفیٰؐ کا ہے بعد از خدا سب جمال

رہبر بغیر یہ راہ سراسر ملال
پیرِ کامل پکڑے ہاتھ لے سنبھال

جس نے رکھا اپنے پیا کا خیال
طالب ہے وہ ہی بندہ حلال

مرشد بنا محمود کس کی مجال
گر چاہے کوئی کہ ہو صاحبِ حال



عارفانہ کلام

میرے مولا سن لے دعائیں تو ان کی
جو مدت سے ایک ہی صدا دے رہے ہیں

ملا دے تو ان کو انہیں چاہنے والے
جو ہیں ان کے دل میں صدا رہنے والے
وہ رہتے ہیں ہر وقت دل سے پریشان
جو فرقت کی دل کو سزا دے رہے ہیں

میرے مولا سن لے دعائیں تو ان کی
جو مدت سے ایک ہی صدا دے رہے ہیں

ہوئے ہیں جو گرویدہ ان کی نظر کے
 وہ دھو بیٹھے ہیں ہاتھ اپنے جگر سے
 وہ پیتے ہیں ہر دم خونِ جگر کو
 وہ پھر بھی اُنہی کو دعا دے رہے ہیں

میرے مولا سن لے دعائیں تو ان کی
 جو مدت سے ایک ہی صدا دے رہے ہیں

تماشا تو دیکھو تم اہلِ حسن کا
 بنایا ہے پنچھی کو قیدی چمن کا
 شرافت تو دیکھو تم اہلِ چمن کی
 لگا کر وہ آتش ہوا دے رہے ہیں

میرے مولا سن لے دعائیں تو ان کی
جو مدت سے ایک ہی صدا دے رہے ہیں

رہے ہم جنہیں عمر بھر پیار کرتے
وہ بھی رہے ہیں تو اقرار کرتے
نجانے کیوں ہیں وہ لوگ آج بدلے
وہ محمود کیسی جزا دے رہے ہیں

میرے مولا سن لے دعائیں تو ان کی
جو مدت سے ایک ہی صدا دے رہے ہیں



غزلیات

ہر طرف آج نور کی بہار ہی بہار ہے
یہ جشنِ عاشقاں ہے یہ جشنِ مستوار ہے

بٹ رہا ہے کرمِ غوث کا بڑی دھوم دھام سے
روحِ اہلِ دل کی مچلنے کو تیار ہے

صاحبِ ظرف کا مقدر بنے گی مئے حق
ہے بڑا ذی شان وہ جو آج مئے خوار ہے

سارے کفر اور مصائب آج مٹ جائیں گے
کہ شمعِ بزم وہ حیدرِ کزار ہے

بس جائے گی آج دل میں بزمِ مصطفیٰ
ہیں آج وہ مست مستی میں ان کا پیار ہے

بس یار نے اٹھا دیئے حجاب سارے دل کے
لذتِ آشنائی میں جھومتا سنسار ہے

اب نہیں ہے مجھ کو فکر دنیا و آخرت کی
دل میں حسنِ یار ہے اور بس یار ہی یار ہے

دیوانِ گانِ شوق سے جا کے کہہ دو ذرا
کہ چمنِ محمدؐ میں آج خوشبوئے سرکارؐ ہے

پی لو سب جامِ وحدت بھر بھر کے محمودؐ
کہ پلانے والا آج خود کردگار ہے



شاہباز جو دل کے ہیں بے تاب ہوا کرتے ہیں
مستوار ہوتے ہیں کب خراب ہوا کرتے ہیں

تڑپ کے ہوتے ہیں فراق میں پارہ پارہ
آنکھ والوں کے دل کباب ہوا کرتے ہیں

ذرا سن اے سوزِ دل آتشِ عشق رکھنے والے
نظر میں کسی کے جامِ شراب ہوا کرتے ہیں

دیوانے کو ہوا علم کی کون کیوں کر دے گا
یہ لوگ تو خود مثلِ آفتاب ہوا کرتے ہیں

رہتے ہو تم جو گنتے اعمالِ نیک و بد
ذرا سوچو یار سے بھی حساب ہوا کرتے ہیں

دیوانہٴ عشق کو تو کیا سمجھائے واعظ
یہ لوگ تو خود صاحبِ کتاب ہوا کرتے ہیں

دور ہیں ان کے قدر و مقام سے کتابوں والے
فقیر ہا و ہو کا نصاب ہوا کرتے ہیں



ماہی پیارے ہم نے کشتی چھوڑ دی تیرے نام
تجھ کو پا کر چین ہے پایا ، سب کو میرا سلام

تیری قسم اے جانِ جاناں اے روحِ رواں
تیرے حسن میں ڈوبا ایسے کہ بھول گیا ہوں رام

تیرے پیار کی خوشبو ایسی بکھری ہے ہر سُو
تیرے نام سے صبح میری تیرے ہی نام سے شام

تیری باتیں ہر دم کرنا ، تیرا ہی دم بھرنا
تجھ سے ہی میری باتیں ہوں اور تو ہی بھیجے کلام

اک کو دیکھا ، اک کو ہی چاہا ہے ہر پل ہر آن
اس حالت میں نام کو ہم نے کر دیا گمنام

کس کی رکھو گے تم چاہت کہ کون ہے یہ محمود
تم خود ہی خود ہو یاد رکھو نہ ہو جانا بدنام



ہم صبح جلتے ہیں شام جلتے ہیں
لے لے کے تیرا نام جلتے ہیں

دل والے پایا کرتے ہیں مقام
بے دل ہمیشہ ناکام جلتے ہیں

ہیں جلا دیتے کسی کو وہ درپردہ
کوئی مثل تبریز سرعام جلتے ہیں

سب نام والے تو جل گئے لوگو
اب تو سارے بس بدنام جلتے ہیں

ان کی ذرّہ نوازی تو دیکھئے!
بیچے ہوئے میرے پیغام جلتے ہیں

اثرِ کلامِ قلندر ہے محمودؔ
جب پڑھا جائے تو کلام جلتے ہیں



جب بھی سخی کا نام لیتا ہوں
سب ہی پیاروں کا سلام لیتا ہوں

لوگ کہتے ہیں کہ انداز اچھا ہے
کیوں نہ ہو ان سے کلام لیتا ہوں

سنور جاتے ہیں شب و روز میرے
ہر روز جو دل میں پیام لیتا ہوں

یاد کر کے انہیں دل میں لوگو
حضورِ قلب کا انعام لیتا ہوں

آئے میرے سامنے منکر جب بھی
نام ان کا میں سرِ عام لیتا ہوں

محبت میں ہو کے چور چور محمودؔ
محبت کا ہر گھڑی جام لیتا ہوں



بن یار کے مجھ سے اے یار رہا جاتا نہیں
بن دیکھے یار کے پھر مجھ کو دم آتا نہیں

اس کے فراق میں میرا دل بڑا ویران ہے
پر میں کیا کروں مجھ سے مرا جاتا نہیں

جب کبھی بھی ہوتا ہے ان سے میرا سامنا
ایک بھی شکوہ میرے منہ سے کہا جاتا نہیں

ہر رنگ میں ویسے تو میں کرتا سجدے تجھ کو
پر سوائے ذات کے مجھ سے جھکا جاتا نہیں

وقت معراج تھی معراج اس معراج والے کی
کہے خدا بن تیرے عرش کو سجاتا نہیں

وہ تو کئی بار ہے مجھ میں سمایا محمود
ہائے افسوس ! میں اک بار بھی سماتا نہیں



واہ تیرے حسن کا عالم کیسا ہو گا
ہر کوئی دیکھ کر پھر پیاسا ہو گا

ہر اک کو ہر بار ملے گا نیا سرور
یوں دیکھنے کو دیکھنا بھی تماشہ ہو گا

جو دیکھتا ہو گا لپک لپک کے تجھ کو
اس پہ تجھے رحم نہ ذرا سا ہو گا

وہ دن ہو گا تیرے حسن کے عروج کا
اس دن تو نے خود کو کیا تراشا ہو گا

اتنی لگی ہو گی بھیڑ تیرے بازار میں
دیکھ کر شیطان کو بھی کچھ کھٹکا سا ہو گا

سب واں ہوں گے وقار و مرتبے والے
دل میں کسی کے محمود بھی اٹکا ہو گا



ہو گا کوئی ایک تو پیارا مست آنکھوں کا
کرتا ہوگا وہ تو نظارہ مست آنکھوں کا

پڑتی نہیں ضرورت کفن کی دیوانوں کو
کرتا ہے قتل جن کو اشارہ مست آنکھوں کا

مولا کا ہے یہ کمالِ فنِ مصوری
جس نے یہ عکس دل میں اُتارا مست آنکھوں کا

قسمت کا وہ سکندر ہے سارے زمانے میں
مل گیا جس مرد کو سہارا مست آنکھوں کا

جس کی جاں نہیں ہے اپنی یار کی ہے محمود
نہ ہو وہ کیوں پھر دلارا مست آنکھوں کا



سنگت الست کی اس نے کیسے نبھادی ہے
ساغر میں رکھ کے ساجن نے خود پلا دی ہے

ہو گئے روشن میرے باطن کے بام و در
پی کے مست نے زبردست سے لگادی ہے

جس کو پی کے لڑکھڑاتے جاتے تھے مے نوش
پھر بھی دوست نے کیا محبت کی جزا دی ہے

ہوتے گئے درتچے وا معرفت کے اکثر
ساقی نے حجابات کی شب یوں ہٹا دی ہے

دل کو مل گئی حیاتِ جاوداں یارو
چشمِ یار نے خواہشِ نفسِ یوں دبا دی ہے

ہوا جب گرویدہ ءِ حسنِ خدا محمود
شوقِ دیدار نے میری قسمت جگا دی ہے



اے طالب ہر دم ایسا یکسو ہو جا
کہ یار کا نقشہ سارا پھر تو ہو جا

دل سے سب گرا دے باطل بتوں کو
رکھ یار دل میں محو اللہ ہو جا

رہ کر تصویرِ کامل میں پیارے
تو عرشِ معلیٰ کے روبرو ہو جا

ہر آن آنکھ میں تیرے ہو نورِ وحدت
تو اہل نظر کی اک جستجو ہو جا

ہو تیری توجہ سے ایسی چمک پیدا
تو یار کے عشق میں ایسا خو برو ہو جا

تو نقش مٹا دے سب اغیار کے محمود
رہ مست ساجن میں پھر ہو بہو ہو جا



رہے بہار تیرے گلشن میں خزاں نہ ہو
کرم ہو تجھ پہ اتنا تجھ سے بیاں نہ ہو

کٹیں سکھ چین سے تیرے ایامِ زندگی
رہے تو اتنا خوش کہ غم کا گماں نہ ہو

فراق میں کٹ جائیں گے دن کسی کے لیکن
شاید اس کے لئے پہلا سا جہاں نہ ہو

گزارے تھے جو مل کر چند لمحات پیارے
ممکن ہے دوبارہ مستی کا سماں نہ ہو

ارماں بھرے الفاظ نچھاور کیے میں نے
دعا ہے عمر بھر تجھے کوئی ارماں نہ ہو

تمنا ملنے کی تو ضرور رکھنا محمودؔ
سنا ہے رب ملاتا ہے پریشاں نہ ہو



قطعات

خوشیوں کو لئے عیدِ میلاد آگئی
 عاشقِ نبیؐ کے لب پہ فریاد آگئی
 درد و الم نے جب کیا بے چین محمودؐ
 رحمت نے تب پکارا تیری یاد آگئی



بندے کو ہی اس نے کامل جہاں بنایا
 لباسِ بشر کے اندر لا مکاں بنایا
 مرکزِ تجلی بنایا دلِ قلندر
 محمودؐ حسن کا اپنے مظہر انساں بنایا

لباسِ بشر میں جو مصطفیٰؐ تھے
 اصل میں خدا جانے وہ کیا تھے
 نور و بشر کا کیا چکر محمودؐ
 جانوں میں یہی خدا کے دربار تھے



دونوں جہاں میں پتے کی ایک ہی بات ہے
 عشقِ محمدؐ دراصل رازِ کائنات ہے
 ساری حقیقتیں محمودؐ دیکھیں نہ چوڑ کر
 مضمحل بس کبریا میں مصطفیٰؐ کی ذات ہے

ہر لمحہ میں تیرا ہی کرم چاہتا ہوں
 میں فقط دل میں تیرا ہی غم چاہتا ہوں
 کل مقاموں سے آگے گذر کر محمود
 چومنے کو میں نقشِ قدم چاہتا ہوں



دو جہاں پہ سایہ ہے سرکار کی نعلین کا
 سب نے حسن پایا ہے سرکار کی نعلین کا
 سب کچھ مل گیا اس دن سرکار سے محمود کو
 سرمہ جب لگایا ہے سرکار کی نعلین کا

اب آؤ کہ طالب دیدار بیٹھے ہیں
 سب غرضِ شفا سے بیمار بیٹھے ہیں
 ہیں جلوے کے سارے منتظرِ محمود
 کب سے لئے یہ دلِ بے قرار بیٹھے ہیں



مدینہ تو مصطفیٰؐ کے نور سے پر نور ہے
 دیکھا جو مزہ یہاں کہاں وہ سرور ہے
 مناظر یوں تو بہت ہیں دنیا میں محمود
 مدینہ پاک کے لیکن ہر ذرے میں طور ہے

اُن کے در کا گدا تو گدا نہیں لگتا
 جب سے دیکھا انہیں کوئی اچھا نہیں لگتا
 اس در کی عطا کا کیا ذکر کروں محمود
 کر دیتے ہیں بادشاہ پتہ نہیں لگتا



پہنچ کر حجازِ مقدّس میں یارو
 بات اک ہی تو فقط سلامت تھی
 لوگ گم تھے سب فکرِ قیامت میں
 ہم کو محمود طلبِ قیامت تھی

زلفیں تو جناب کی خم دار دیکھی ہیں
 آنکھیں ہر طالب کی مے خوار دیکھی ہیں
 ان کی اداؤں نے سرشار کر دیا
 آرزوئیں اس در پہ مستوار دیکھی ہیں



تصوّر میں ان کے جو گزرے رات دن
 حضوری کے وہ پیشک لمحات بن گئے
 نور برسا جب اُن کا اس دل پہ محمود
 شکل میں اشعار کی نغمات بن گئے

ان کا پتہ نہیں نظام کیا ہے
 جو انساں نہیں تو مقام کیا ہے
 گر نہ مچلیں محمودؒ یہ دل کی لہریں
 وہ شعر کیا ہے وہ کلام کیا ہے



جس کی گدائی میں سارے سلاطین دیکھے
 آگے ماند اس کے سب ماہ جبین دیکھے
 ہو جائے میسر جسے دیدار ان کا
 وہ حیرت ہے محمودؒ خلدِ بریں دیکھے

جن کی ہر ادا پہ قرآن بولتا تھا
 ان کی زبان سے تو رحمان بولتا تھا
 اتارتے نہیں تھے نماز میں محمود
 کندھے پہ ہو حسینؑ ایمان بولتا تھا



جب وہ پیارے دیکھ رہے تھے
 تب تو یہ سارے دیکھ رہے تھے
 تھے لوگ تو دیکھتے ہم کو محمود
 ہم ان کے نظارے دیکھ رہے تھے

ہمیں چاہت آقاؐ کی کیا مطلب غداروں سے
 ملا پیار آقاؐ کا ملی الفت پیاروں سے
 رہا کافی اک نظارہ سرکارِ دو عالمؐ کا
 ہمیں محمود کیا غرض دنیا کے نظاروں سے



دل کی دنیا بدل دیتے ہیں وہ
 اک نگاہِ کیمیا کے اثر سے
 اس نے پانی نہیں ہے پھر مانگا
 جس کو انہوں نے گرایا ہے نظر سے

تنگ نظری تو اے جاہل تیری نظر میں ہے
 دراصل تو گرفتار تن کے چکر میں ہے
 دیکھ تو ان کی شان غارِ حرا پہ چڑھ کے
 خود سمجھے گا کتنا فرق نبیٰ بشر میں ہے



میرے نبیٰ نے مجھ کو اتنا شعور بخشا
 علمِ رموز دے کے میرے دل کو نور بخشا
 دے کر محمودؑ مجھ کو اپنی تجلیات
 میری جان کو پھر نرالا سرور بخشا

عظمت تمام تر تو سرکار کے لئے ہے
 دو عالم کا وجود دیدار کے لئے ہے
 عصیاں سے اپنے بہت گھبرایا محمود
 آئی ندا یہ رحمت گنہگار کے لئے ہے



میرے خیال کے دل میں اک یادگار بھی ہے
 ہے وہ مجھے پیارا اسے یہ اقرار بھی ہے
 اس کی یادیں اس کی ادائیں تنگ کرتی ہیں
 رہتا ہے وہ پاس محمود آنکھ پھر اشک بار بھی ہے

ہر دل پہ احسان ہے پیارے صدیقؑ کا
 مہمان بڑا ذیشان ہے پیارے صدیقؑ کا
 گھر آپ کے جب پڑ گیا قدمِ نبیؐ محمود
 اس وقت سے کل جہان ہے پیارے صدیقؑ کا



اسلام میں بڑا مقام پیارے عمرؑ کا ہے
 اس جہان میں بڑا نظام پیارے عمرؑ کا ہے
 بھاگتا ہے شیطان عمرؑ کے نام سے محمود
 ابلیس کو خوب لگام پیارے عمرؑ کا ہے

داماد بھی ہیں اور یار بھی ہیں کیا شان ہے عثمانؓ کی
 دو نور والے اور پیار بھی ہیں کیا شان ہے عثمانؓ کی
 روشنی دی جن کے گھر کو سرکارؐ نے محمودؐ
 بے مثل گل ہیں گلزار بھی ہیں کیا شان ہے عثمانؓ کی



تمہارے نام کو بیان کی تمہید کرتا ہوں
 آجاتے ہو نظر جب تم تو عید کرتا ہوں
 پکاروں گا لحد میں علیؑ علیؑ محمودؐ
 حیدرؑ کے نعرے سے قسمت سعید کرتا ہوں

مدینہ کی گلیوں میں علیؑ کی خوشبو دیکھی
 ڈھونڈتی ہوئی رحمت گناہگار کو ہر سو دیکھی
 مانتے نہیں چند لوگ علیؑ کو اگر محمود
 علیؑ کی مدد مگر میں نے روبرو دیکھی



یا علیؑ علیؑ جب بھی پکاروں
 میرے دل کو تسلی ہوتی ہے
 دل میرا منور ہوتا ہے
 جب ان کی تجلّی ہوتی ہے

ہے وہ نماز جو ان کی جناب پڑھتے ہیں
 ورنہ پڑھنے والے بے حساب پڑھتے ہیں
 دل زندہ تو قبول ہو گیا محمود
 مردہ دل پر ہر دم عذاب پڑتے ہیں



ویسے تو زمانے میں بڑے صنم آئے ہیں
 آئے تو بہت مگر آپ جیسے تو کم آئے ہیں
 لیکن جو فنائے ذاتِ علیؑ ہوا محمود
 اس کے ہاتھ پھر تو لوح و قلم آئے ہیں

نامِ علیؑ سن کر گر چہرے پہ ملال آئے
 پھر جان لے منکر تیرے ایماں کو زوال آئے
 رہتا ہے جو اب بھی آستانہء محمدؐ پر
 اس جیسا تو دوسرا نہ دنیا میں ہلال آئے



جو مرتضیٰؑ سے پھرا خارجِ اسلام ہوا
 عزتیں ساری گئیں ایسا بدنام ہوا
 جو علیؑ کا دل سے طالب بن گیا محمودؑ
 رتبہ ایسا ملا کہ سب کا امام ہوا

مشکل ہو تو حیدرؑ سے سوال کرتے ہیں
 وہ رد کر کے مشکل کو کمال کرتے ہیں
 منکر کو کر کے وہ تہہ تیغ محمودؑ
 یوں کافر کی طبیعت بحال کرتے ہیں



عاشقِ اہل بیتؑ تو مثلِ پھول لگتا ہے
 گستاخِ آلؑ تو گندگی کی دھول لگتا ہے
 کر کے دشمنی رسولؑ کے گھر سے محمودؑ
 نبیؑ کا کچھ نہیں لگتا فضول لگتا ہے

بکھرا ہوا ہے دنیا کے چکروں میں
اہل بیت کا دامن چھوڑا ہے بھول سے
جس کو نہیں چین کسی وقت بھی میسر
نسبت کو اپنی جوڑ لے آلِ رسولؐ سے



توحید کا ترانہ ہے گایا حسینؑ نے
دینِ مصطفیٰؐ کو ہے بچایا حسینؑ نے
سب سناتے ہیں مسجد و محراب میں
نیزے پہ چڑھ کے قرآن سنایا حسینؑ نے

یہ خبر تو محمود اس بے خبر کے لئے ہے
 کہ جس نامراد کی حیات گھر کے لئے ہے
 جس نے لٹا دیا دین کی خاطر اپنا گھر
 جنت تو اس علیؑ کے پسر کے لئے ہے



وہ مہدی نور کا شعلہ جب جلوہ نما ہو گا
 وہ فرزندِ علیؑ ہو گا نورِ مصطفیٰؐ ہو گا
 ملے گی فتح عالم میں اسے چاہنے والوں کو
 بدل دے گا باطل کو ایسا باخدا ہو گا

میں تو فقط عاشقِ غوثِ جلیؒ ہوں
 صد شکر کہ بندہ ۛ مولا علیؑ ہوں
 تجھ کو نہیں میری حقیقت کی خبر
 فنائے محمدؐ ہوں مستِ ازلی ہوں



دلوں میں رہتا ہے وہ دلگیر بھی ہے
 بڑا صاحبِ تصرفِ دستگیر بھی ہے
 ملا دیتا ہے نظر سے ربِ محمودؑ
 پیر تو ہے مگر پیروں کا پیر بھی ہے

دوری لچپال سے میں سہہ بھی نہیں سکتا
 مشکل ہے جانا میں رہ بھی نہیں سکتا
 لبریز ہوا دل ان کے عشق سے محمود
 مستی کے سب راز میں کہہ بھی نہیں سکتا



ہم نے ہر ولی سے پیار سدا مانگا ہے
 مانگی اور کوئی شے نہیں خدا مانگا ہے
 مل جائے یارب مجھ کو میری طلب محمود
 کوئی بھی نہیں اور اس کے سوا مانگا ہے

ابھی مقامِ فقر کے نشاں باقی ہیں
 ابھی محبت کے سارے جہاں باقی ہیں
 قائم ہے ابھی تک حکومتِ رسولؐ کی
 ابھی آلِ رسولؐ کے گلستاں باقی ہیں



قلندر وادیء فقر میں رہتا ہے
 آقاؐ کے سایہء ردا میں رہتا ہے
 رہتا ہے ہر دم قُربِ کبریاؐ محمودؐ
 کہ آستینِ غوثِ الوری میں رہتا ہے

مستوار تو توحید پرست ہوتے ہیں
 رہ کر ہستی میں یہ خدا مست ہوتے ہیں
 فنا یہ ہو جاتے ہیں خود سے لیکن
 یہ محمودؐ لوگ تو زبردست ہوتے ہیں



مستوار ہوں کچھ ایسا معیار رکھتا ہوں
 ذکرِ رب سے دل کو تیار رکھتا ہوں
 ہے اپنا ناٹھ عشق کی ندی سے محمودؐ
 دل میں نفرت نہیں بس پیار رکھتا ہوں

زمانے کا ہر فرد جس سے سنبھلتا ہے
نہ جانے کیوں زمانہ اس سے جلتا ہے
حصے میں قسمت والوں کے یہ راز محمود
مے نوش کوئی مینخانے میں مچلتا ہے



خدا کی بات کو سدا سنا کے کرتا ہوں
پرکھ کے ٹھوک کے اور بجا کے کرتا ہوں
مجھے ہرگز نہیں آتی دو رنگی محمود
قلندر ہوں گرج کے بتا کے کرتا ہوں

میرے اس بیاں کا عنوان تم ہو
 تم میں فنا ہوں میرا نشان تم ہو
 کر دیا بے خود نظروں نے تمھاری
 محمود اب اپنے دونوں جہان تم ہو



خود کی نفی کر لو اثبات میں خدا ہو گا
 بزمِ لامکاں ہوگی رہبرِ مصطفیٰ ہو گا
 دنیا میں نظر آئے ہر سو رخِ یارِ محمود
 آنکھ کھلے گی باطن کی خدا جلوہ نما ہو گا

اک چہرہ خوبرو ہے اور ہم ہیں دوستو
 حسنِ یار روبرو ہے اور ہم ہیں دوستو
 ذوقِ مستی محوِ جمال ہو گیا محمود
 اب یار ہی ہو بہو ہے اور ہم ہیں دوستو



سمندر کے سینے میں تیرا عکس دیکھا
 پلٹ کر خود میں نہ اس کے برعکس دیکھا
 تواجد میں تو سارے تھے انسان محمود
 مگر جن و ملائک کا بھی رقص دیکھا

کبھی نہ عمل پہ کرو انحصار
 ہر دم عاجزی کو کرو اختیار
 عمل جب بڑھے گا حد سے محمود
 دنیا تو کیا ہے خدا ہو گا یار



الہی جس حال میں رکھے بھلا رکھتا ہے
 بنا کے بے خود تو سب سے جدا رکھتا ہے
 دینا ہو جس کو تو نے اپنا عشق محمود
 ازل سے ہی اس کو اپنا بنا رکھتا ہے

جی کرتا ہے تیری ہر ادا بیان کروں میں
 ہر جا نظر آتے ہو جدھر دھیان کروں میں
 جب گھبرا جاتا ہوں غمِ زمانہ سے محمود
 تم ہوتے ہو میرے پاس جان قربان کروں میں



جن کے نینں میں پیا سمائے ہوتے ہیں
 دل کے دیپ انہوں نے جلائے ہوتے ہیں
 ان کے مقدر کا حال کچھ نہ پوچھو محمود
 رہ کر اپنوں میں بھی وہ پرائے ہوتے ہیں

روح ان کی نظر سے قرار پا گیا
 رمز پائی نور کی اسرار پا گیا
 وصل ہوا ذات کا اس ذات سے محمود
 قُرب پایا یار کا اور پیار پا گیا



تُو اگر دیکھتا ان کو نہ شکوہ کرتا
 ہر سانس میں ہر آہ میں ان کا دم بھرتا
 بھول جاتے تجھے سارے دنیا کے حسیں
 محمود ایک ہی دیدار میں اس در پہ مرتا

تیرے بغیر بولنا گوارا نہیں کرتا
 تیرے سوا کسی کو پکارا نہیں کرتا
 اپنے ساتھ تجھے دیکھتا ہوں میں ہر مشکل میں
 محمود سے تیرا کرم کنارا نہیں کرتا



پاتا ہے جو رہبر کے لفظوں کے معانی
 اہل نظر اسے درد کا امام کہتے ہیں
 بنا ساغر کے جو چڑھ جاتی ہے محمود
 دل والے اسے نظروں کا جام کہتے ہیں

تب سینے میں جلن ہوتی ہے
 جب ان کی ہی لگن ہوتی ہے
 شب بھر رہتا ہے دھیان ان کا
 جان بھی جان میں لگن ہوتی ہے



نگاہِ ناز جب وہ تبسم سے اٹھا دیتے ہیں
 نہ جانے کتنے دلوں پر بجلی وہ گرا دیتے ہیں
 جب جوش میں آجائے وہ بحرِ محبت محمود
 جتنے دل ہوں سب کو کعبہ ہی بنا دیتے ہیں

کچھ لوگ دیکھ کر بھی نابینے ہوتے ہیں
 تنگ نظر ، بدنیت ، کمینے ہوتے ہیں
 خود جیسا ہی سمجھتے ہیں فقیر کو
 ہر وقت فقیر تو مدینے ہوتے ہیں



بھول کر کم ظرف کبھی آ نہیں سکتا
 یہ درِ مست ہے اسے بھا نہیں سکتا
 ملتی ہے یہاں عزت سب کو محمود
 کمینہ کبھی عزت بنا نہیں سکتا

گر میری زباں سمجھ نہ آ سکے تجھے
تو اس میں قصور تیری اپنی عقل کا ہے
ہیں پاتے یہاں تو اشارے سے محمود
یہ فرق اے دوست مگر اپنی اصل کا ہے



ہر ایک سے تعلق ہم جوڑا نہیں کرتے
ہو جائے نسبت پھر توڑا نہیں کرتے
کچھ اپنا بھی ہے انداز الگ سا محمود
ہم چھیڑتے نہیں پر چھوڑا نہیں کرتے

محبت پہ میری تجھے اعتبار نہیں
 صاف ظاہر ہے کہ تجھے پیار نہیں
 چاہت کرے لاکھ کسی اور کی تو
 کہیں بھی میرے بغیر تجھے قرار نہیں



اتنا ہے حسیں تو کہ کہیں تیرا بدل نہیں
 دیکھے تو مجھے میں نہ دیکھوں یہ عدل نہیں
 تمہارے عشق میں جو گرتا ہو تڑپ تڑپ کے
 کہتے ہیں اسے وہ محمود کہ یار سنبھل نہیں

مجھ سے ملنا ہے تو بے نقاب ملو تم
 میں تو یقیناً کوہِ طور نہیں ہوں
 میں نے ساری عمر ہے صرف چاہا تجھ کو
 میں محمودِ متلاشی ءِ حور نہیں ہوں



تیرے جلوؤں کو دل میں آباد رکھوں گا
 میٹھی تیری آواز سے دل شاد رکھوں گا
 تیرے پیار کی پھوار سدا رہے محمود
 ساجن تم یاد رکھنا تمہیں میں یاد رکھوں گا

اک چہرہ ہے جو مجھ کو سدا یاد رہے گا
 دل جس کے لئے مائل بہ فریاد رہے گا
 وہ بے شک کہیں بھی چلا جائے محمود
 دیکھے گی دنیا دل میں وہ آباد رہے گا



میری محفل کی رونق اک حسیں انسان تھا
 میری راحت تھا میرا سارا وہ جہان تھا
 جاتے ہوئے قلب و جگر لے گیا محمود
 باقی کچھ بچا نہیں بس اتنا سامان تھا

کوئی چہرہ دور دور تک نظر نہیں آتا
 جس لمحے وہ پاس نہیں ہوں صبر نہیں آتا
 پھرتے رہتے ہیں میرے خیالوں میں محمود
 دیکھوں میں نہ جب سینے میں جگر نہیں آتا



بے درد بھی آشنا کبھی ہوا کرتے ہیں
 دل کو لگے جب چوٹ تبھی ہوا کرتے ہیں
 من میں گھر کسی کا ہوتا ہے محمود
 چہروں کے حسیں تو سبھی ہوا کرتے ہیں

کچھ لوگ بھی اتنے ہی حسیں ہوتے ہیں
 کہ ان جیسے نہ اور کہیں ہوتے ہیں
 دل میں بیٹھ جاتے ہیں دھڑکن کی طرح
 اس جہاں میں کچھ نازنین ہوتے ہیں



وہ جاتے ہوئے آنکھوں میں نم دے گیا ہے
 دو دن کا نہیں عمر بھر کا غم دے گیا ہے
 تم لکھتے رہو حیات بھر ہجر کو محمود
 اک ایسی جدائی کی وہ قلم دے گیا ہے

گھڑی قیامت کی شدید ہوتی ہے
 مجھے جس لمحے ان کی دید ہوتی ہے
 جب بھی آئے خیالوں میں وہ مُورت
 تبھی محمود اپنی تو عید ہوتی ہے



جو بارگاہِ اعلیٰ سے اعزاز رکھتے ہیں
 ہر رنگ میں ہر رنگ کی پرواز رکھتے ہیں
 نہ شناسائی ہو جس کو یار کی محمود
 وہ گفتگو کا سلسلہ پھر دراز رکھتے ہیں

کسی کا دل ہم توڑا نہیں کرتے
 پکڑ لیں دامن چھوڑا نہیں کرتے
 نہیں ہر اک سے دوستی اچھی محمود
 بے دل سے دل کو جوڑا نہیں کرتے



کسی کو تو لگے شراب کسی کا یہ پانی ہے
 کسی کا آنسو ملے کسی کی ملتی جوانی ہے
 مست ہو کوئی پی کہ کوئی ہو خراب محمود
 کسی پہ قہر خدا کسی پہ مہربانی ہے

جس کے لئے نصیحت ہو بے سود
اس کو کیا پھر سمجھائے محمود
گر جانے بندہ کہ ہے اندر کون
ہے کہتا قلندر یہی ہے معبود



مجھے صد حیرت ہے سب ایسے نوجوانوں پر
بات میری رہ جاتی ہے جن کے کانوں پر
سمجھ لیتے گر میرے دردِ دروں کو
اڑان ہوتی محمود ان کی آسمانوں پر

کشتگانِ عشق میں ویسے بھی دم نہ تھا
 دیکھنا لیکن محمود ان کا بھی کم نہ تھا
 پارہ پارہ کر گئی ان کی نگاہِ ناز
 خاکی کو خاک ہونے کا ذرہ بھی غم نہ تھا



عاشق کی کوئی دوائی نہیں ہوتی
 جلے ہوئے کی اور تباہی نہیں ہوتی
 عاشق تو ہوتا ہے مکینِ دلِ یارِ محمود
 عاشق کی کوئی اور خدائی نہیں ہوتی

وہ جو کہتا تھا کسی سے نہیں تعلق اپنا
 وہ اب ملتا ہے کسی سے آشنا کی طرح
 جو آتے ہیں نظر پیار کے پہاڑ محمود
 وہ بکھر جاتے ہیں ہوا میں ہوا کی طرح



تب سے اب تک مجھے سکوں نہیں ملتا
 پھرتا ہوں ڈھونڈتا جنوں نہیں ملتا
 چُوری کھانے والے لاکھ ملتے ہیں محمود
 ہے افسوس یہ کہ مجنوں نہیں ملتا

رازِ ادب گر بندے پر عیاں ہوتا
مطلوب پھر نہ بندے سے نہاں ہوتا
منزل کو پا لیتا یہ بے شک محمود
کرتا آنکھ بند اور ظاہر جہاں ہوتا



کلام قلندر کا ہر ایک لفظ
آفتابِ عالمِ عرفاں ہے
جامِ جمشید کی مانند محمود
رموزِ کُل کا کُل جہاں ہے

اشعار کی بھی اپنی ہی رفتار ہوتی ہے
 عالمِ وجدان کی یہ گفتار ہوتی ہے
 اوروں کا تو پتہ نہیں مجھ کو محمود
 بیٹھوں میں لکھنے تو سامنے سرکار ہوتی ہے



ہر وقت اُس رحمت کا پرچار کر رہا ہوں
 ہے وقت کب مقرر لگاتار کر رہا ہوں
 اشعار ہیں بنتے بڑے شوق سے محمود
 مستی کے اندر اُن سے گفتار کر رہا ہوں

اپنے اپنے انداز میں سبھی لکھتے ہیں
 ہو جائے جب تماشا ہم ج بھی لکھتے ہیں
 سب لکھ کے کرتے ہیں تخیل کو عیاں
 اُن کے اثر سے محمود فی البدیہہ لکھتے ہیں



لکھنے پہ آؤں تو میں اس قدر لکھ دوں
 دردِ دل لکھ دوں دردِ جگر لکھ دوں
 بھر گئی ہے لکھ لکھ کے میرے دل کی کتاب
 اب بتاؤ تم قصہ جوانی کدھر لکھ دوں

تیرے پاس کتابیں ہیں تدبیر نہیں ہے
 تیری بیاض میں غافل اکثر نہیں ہے
 کرتا ہے بڑے شوق سے وعظ و نصیحت
 تقریر ہے تیرے پاس تاثیر نہیں ہے



کچھ لوگ ہم میں نقص Find کرتے ہیں
 ہم بات کر دیں کھری Mind کرتے ہیں
 بات ان کی بن جاتی ہے محمود
 جو مست پہ یقین Blind کرتے ہیں

جب شعر لکھتے ہو میرے تو صاف لکھنا
 پُرورد میرے اشعار ہیں انصاف لکھنا
 ہے سایہ ان پہ میرے مرشد کا محمود
 اور چڑھا ان پہ اُن کا یہ غلاف لکھنا



پہلے لکھتا تھا شاہد اب سیف لکھتا ہے
 میرے پُرورد فسانے اور کیف لکھتا ہے
 جلتے ہیں جو لوگ میرے نام سے محمود
 انکی بد نصیبی پہ صد حیف لکھتا ہے

اللہ کے کرم سے یہ مشن دوبالا ہو گا
 اللہ کے ذکر سے ہر دل میں اجالا ہو گا
 رحمت سے بھرے جھونکے آئیں گے مدینے سے
 مشن قلندر کا ہر مشن سے اعلیٰ ہو گا



اہل بیت کا اس مشن پہ سب کرم ہے
 میرے سامنے ہر وقت ان کا حرم ہے
 جناب پنج تن کا خاص یہ فیض ہے محمود
 کہ ہر بھرم سے اونچا اب اپنا بھرم ہے

بکھرے ہوؤں کو اک رنگ دینے چلے ہیں
 بھٹکے ہوؤں کو اک سنگ دینے چلے ہیں
 اپنے دل رنگ کے محبت میں ہم محمود
 مسلم کو پیار کا اک ڈھنگ دینے چلے ہیں



مشنِ محبت سے زندگی کو کمال ملتا ہے
 طالبِ خدا کو خدا کا جمال ملتا ہے
 ملتے ہیں حسنِ طیبہ کے نظارے محمود
 نظرِ حیدر سے ہر مشکل کو زوال ملتا ہے

جس کو ملی ہے مستی درِ مستوار سے
 وہ باخبر ہوا رموز و اسرار سے
 ہے جس کے دل میں بغض قلندر کے حال کا
 وہ رد ہوا محمودؔ پھر خاکی دربار سے



بغیر قلندر کے زمانے میں
 کسی کو بھی جنوں نہیں ملتا
 مل جاتے ہیں بڑے گھر لوگوں کو
 پر محمودؔ ان میں سکوں نہیں ملتا

چاشنی نہیں ہے ذوق کی ان کے سینے میں
 دیکھی بے رنگی خوب ان کے قرینے میں
 حضوری کی خوشبو سے یہ محروم ہیں محمود
 پڑھتے ہیں جب کہ ہر نماز مدینے میں



کچھ لوگ اگرچہ جاہل ہیں علم کی باتیں کرتے ہیں
 بے عمل ہیں اور کاہل ہیں علم کی باتیں کرتے ہیں
 چھوڑ دیا محبت کو اخلاص سے خالی اس قدر
 بس منافقت پہ مائل ہیں علم کی باتیں کرتے ہیں

جو طبیب نہیں اس کا بیمار نہ بن
 سب صیاد ہیں کسی کا شکار نہ بن
 ہے جس کی فطرت میں خون پینا محمود
 اس جلّاد کا پیارے بیمار نہ بن



بے وجہ اے دوست کب یہ فقیر لکھتا ہے
 ضمیر کا حال روشن ضمیر لکھتا ہے
 اب آگیا ہے دورِ جدید محمود
 ملا بھی اب ساتھ نام کے پیر لکھتا ہے

علمائے حق تو ہیں بیشک قابلِ قدر
 علمائے کرپٹ کو میں کیسے کروں قبول
 ایک تو ہیں عالمِ با شرع با عمل
 دوسرے تو نہیں ان کے پاؤں کی بھی دھول



عرس کا بھی اپنا ہی معیار ہوتا ہے
 ہر بندہ یہاں آنے کو تیار ہوتا ہے
 بزم میں سرکار کی سب چلے آتے ہیں
 فقیر کا جو سب سے پیار ہوتا ہے

محبت بھری رات ہے رات ہے شب رات کی
 مودت بھری بات ہے رات ہے شب رات کی
 ہماری تو ہر رات بیکار رات تھی محمود
 حضورؐ کی سوغات ہے رات ہے شب رات کی



سرکارؐ کی نظر اُمت پہ شب رات کی شب
 گنہگار کی نظر جنت پہ شب رات کی شب
 صدقے سرکارؐ کے کیا کیا نہ پایا محمود
 بد نصیب کو ہے ناز قسمت پہ شب رات کی شب

مستوارم مے خوارم بندہ بو تراب
 غیر حاضر از وجود حاضر در آں جناب
 آں بہ روشن است ز نورِ ازلی محمود
 قلب من روشن گشت ز آں نورِ آفتاب



گر ایں کتاب را جمال است
 سراسر قلندری کمال است
 صاحب دل داند ایں راز را
 بے عقل را دانستن محال است

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں میں کہاں ہوں
(اقبال)

ریاعیات

ہم تو فقط اُنہی کا دم بھرتے ہیں
 ہر دم مرے آقا کرم کرتے ہیں
 مجھ پہ نظرِ رحمت ہے اُن کی محمود
 اُس نگاہِ عشق سے عذاب ٹلتے ہیں



مجھے تُو جہاں جہاں نظر آتا ہے
 وہی لاہوت لا مکاں نظر آتا ہے
 کبھی کبھی حسن و جمال لیے محمود
 مجھے اندر کسی انساں نظر آتا ہے

سرکارِ کی جو نعلین ہے
میرا وہ نصبِ العین ہے
جس کا بنے سر کا تاج
محمود وہ شہہ ثقلین ہے



کبھی حسن میں تو کبھی نور میں
کبھی غار میں تو کبھی طور میں
جلوہ اک ہی تھا پنہاں محمود
چھپا رکھا ہے ذاتِ حضور میں

سرکارِ لے کر پھر بہار آگئے
 غم کو بانٹنے غم خوار آگئے
 سب کو سنا دو یہ مژدہ محمود
 بن کر سراپا وہ پیار آگئے



ان کی سرکار میں بھیڑ تھی پر کرم بھی تھا
 محو التجا لوگ تھے میں تھا حرم بھی تھا
 لکھتے جاتے تھے ہر اک کا مقدر محمود
 جانِ عالم کے پاس لوح بھی تھی قلم بھی تھا

امید ہے سرکار کی نظر دوبارہ ہو گی
 نگاہ جو اٹھ گئی عمر کا کفارہ ہو گی
 کرم جس دن وہ دل پہ کر گئے محمود
 مری پھر ذات اس ذات کا نظارہ ہو گی



حقیقت میں عجب مقام رکھتا ہوں
 محبت کے شہر میں قیام رکھتا ہوں
 منافق کو نہیں کوئی جرأت محمود
 سیفِ حیدر میں بے نیام رکھتا ہوں

مسلک کا میں مستوار ہوں
 علیؑ کا میں حب دار ہوں
 میرے طبیب ہیں وہی
 ان کی نظر کا شکار ہوں



تیرے جلوؤں میں یا علیؑ واہ تماشا دیکھا
 جو دل کی آنکھ کھلی رب کو واں چُھپا دیکھا
 پاگیا جب راز اللہ و محمدؐ کا محمود
 میں نے پھر فقط حیدرؑ کا سراپا دیکھا

ہر اک کے لئے ہیں صرف مشکل کشا علیؑ
 وہ نہیں ہیں خدا لیکن ہیں با خدا علیؑ
 مشکل ہوئی رواں پکارا جب انہیں محمودؑ
 یا مظہر العجائب یا مرتضیٰ علیؑ



حسینؑ کو الحمد کی تفسیر دیکھا ہے
 حسینؑ کو حیدرؑ کی تصویر دیکھا ہے
 دیکھا تھا جو خواب سرکارؑ نے محمودؑ
 حسینؑ کو اس خواب کی تعبیر دیکھا ہے

روحِ عاشقاں جانِ صاحبِ کعبہِ قوسین
 ایمانِ مومناں اور ہیں مقصودِ ثقلین
 محمودِ اس حدیث پر سب ختم ہوئے مقام
 الحسینِ مِنِّ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ



نورِ محمدؐ کا جو تھے چراغِ جلانے والے
 سمجھیں انہیں کیا یہ کم عقل زمانے والے
 عشقِ خدا میں سب کچھ لٹا دیا اپنا محمودؐ
 سارے جان لو وہ تھے محمدؐ کے گھرانے والے

سلطنت تو پنج تن کے در سے ملی ہے
 شوکتِ دنیا و دیں اس گھر سے ملی ہے
 توحید و رسالت کی شناخت بھی محمود
 ۴ فاطمہؑ کے بے شک اک گوہر سے ملی ہے



اب بھی حسینیت کے چشمے اُبلتے ہیں
 پھر بھی کہیں کہیں یزید پلتے ہیں
 ہیں جن پہ رشک کھاتے ملائکہ محمود
 پر یہ بدنصیب خارجی ان سے جلتے ہیں

جب سے دل میں دربا دیکھا ہے
 دل کو شہرِ مصطفیٰ دیکھا ہے
 تم کو حال کیا سناؤں محمود
 خود سے نکل کر خدا دیکھا ہے



نہ کر تو تلاش واعظ کو
 نظر رکھ اپنے اندر پر
 چھوڑ سب بتانِ باطل کو
 رکھ تو توجہ قلندر پر

مُحِبُّ کب محبوب کے سوا دیکھتا ہے
وجود سے نکل کر خدا دیکھتا ہے
رسم پہ رہ گئے عبادت گزار لوگ
فنائے یار ، یار میں بقا دیکھتا ہے



تب آنکھ میں اشکوں کی لڑی ہوتی ہے
جب آنکھ کسی سے اڑی ہوتی ہے
ہے وصال تو مانند بہاراں محمودؔ
جدائی قیامت کی گھڑی ہوتی ہے

مجھے تُو اپنی شراب دے دے
 محبتوں کو تو شباب دے دے
 رہوں گا تجھ بن میں دور کب تک
 ذرا تو ساجن جواب دے دے



میری ہر دُھن ہی تجھ بن ادھوری ہے
 میں نے ہزار ساز بجا کہ دیکھا ہے
 تیرے بغیر خوشی بھی غم ہے محمود
 میں نے کئی بار بھلا کہ دیکھا ہے

اُس حسن کو جو دیکھتا لگاتار ہے
 کب اسے ناداں سجدہ یہ درکار ہے
 اس کی محمود کوئی نہیں ہے قضا
 وہ نہیں تارک وہ تو گرفتار ہے



اس طرح اپنی ادا سے پابند کر گئے
 اک غیب کی بس صدا سے پابند کر گئے
 ویسے تو آتا نہیں محمود فریب میں
 مجھ کو میری وفا سے پابند کر گئے

نگاہ تیرے حُسن کی پیاسی نظر آئی
 بناں تیرے ہر شے پہ اداسی نظر آئی
 نہ پا کر سامنے دلنشین کو آج اے محمود
 ملاقات کی دل میں تمنا سی نظر آئی



رموز کی جو اک کتاب دیکھی
 دور اس سے دنیا جناب دیکھی
 مٹا دے ہستی کو ایک پل میں
 محمود وہ اپنی شراب دیکھی

دارا تلاش کر نہ سکندر تلاش کر
 دریا نہیں عشق کا سمندر تلاش کر
 بکھرا ہوا ہے تو ظاہر کے جہاں میں
 من میں ڈوب کر اپنے قلندر تلاش کر



میں جب سے تیرا آشنا ہوا
 پھر خود سے میں لاپتہ ہوا
 جب یار کا درشن محمود ہوا
 پھر دل میں ظاہر وہ خدا ہوا

دل میں تجھے سجائے رکھتا ہوں
اپنی میں بات بنائے رکھتا ہوں
تیرے حُسن میں ازل سے ہوں فنا
محمود زخم یہ پرانے رکھتا ہوں



ہم تو لاہوتی کلام رکھتے ہیں
ان کے قلندروں میں نام رکھتے ہیں
کچھ نہیں بگڑتا ہمارا محمود
ہم تو محمدؐ کا نظام رکھتے ہیں

کسی نے سب کچھ حرم میں دیکھا
 کسی نے سب کچھ بھرم میں دیکھا
 بس اک قلندر کا دعویٰ ہے یارو
 کہ میں نے سب کچھ کرم میں دیکھا



جو دلدار کی باتیں کرتے ہیں
 وہ پیار کی باتیں کرتے ہیں
 جو ناطہ جوڑیں اک سے محمود
 وہ ہزار کی باتیں کرتے ہیں

جو ان کے حضور میں رہتے ہیں
 وہ پھر تو مُسرور میں رہتے ہیں
 مٹی دل کی ہے ظلمت محمود
 دم بہ دم وہ نور میں رہتے ہیں



اچھے چہروں کے لئے مسکراہٹ ضروری ہے
 رقیبِ نظر کے لئے سرسراہٹ ضروری ہے
 تقاضا ہے پیار کا میں نہیں کہتا محمود
 چاہنے والے کے لئے گھبراہٹ ضروری ہے

عجب محبت کا اشتیاق ہوتا ہے
وصل ہوتا ہے یا پھر فراق ہوتا ہے
نظر آئیں اگر لاکھ حسین محمود
یار تو ماہی کا مشتاق ہوتا ہے



ہر سمت پھیلا ہوا اک جلال ہے
سامنے منکر کی کیا مجال ہے
ہر رنگ ویسے تو ہے اس میں محمود
یہ مگر صرف لال نہیں تیز لال ہے

جب دیکھا جوش سمندر کا
 سب بدلا حال ہے اندر کا
 اب گونج اٹھا یہ شور محمود
 پھر آیا دور قلندر کا



پیار سب سے کرنا ثواب ہے یارو
 پیار اک عطاءے جناب ہے یارو
 محبت کا جو بندہ بنا محمود
 غیر کا اس کے خانہ خراب ہے یارو

جو دلبر کو پسند ہوتے ہیں
وہ قسمت کے بلند ہوتے ہیں
چھوڑ کر میخانہء یار کو محمود
کچھ نہیں ہوتے وہ گند ہوتے ہیں



غلط کو غلط کہتے ہیں
غلط کو ٹھیک کہتے ہیں
دوست کو سمجھتے ہیں دشمن
دشمن کو رفیق کہتے ہیں

ہمیں گرمی میں ٹھنڈک نہیں چاہیے
ہمیں کرم ان کا اندک نہیں چاہیے
باسی ہیں ہم بلند فضاؤں کے محمود
ہمیں چلے کی خندق نہیں چاہیے



متفرق

آرزو

اک آرزو تھی
دل میں رہ گئی
بس دل ہی دل میں
اُس لامکاں کے مکیں نے
دی جب
دل سے صدا
کہ چھوڑ دے تو
سب تمنائیں اپنی
کہ صرف تو

اک

جستجو میری

جب اس جستجو کا پھل

مل جائے گا تجھ کو

برائیاں گی

خود بخود

تیری سب تمنائیں

محبوب کی مرضی کا یہ راز

عجب دیکھا

کہ پایا جس نے اس کو

زمانے بھر کے سکھ اس کے گھر آئے



پھول اور خوشبو

اک پھول کو جب
دیکھا میں نے
سونگھا اور یہ احساس ہوا
کتنی پیاری سچی خوشبو
رچی بسی ہے اس میں
میرے احساس نے
جب بار بار
کھٹکھٹایا

میرے دل کے دروازے کو
بصیرت نے میرے دل کی
گل اور بوئے گل کی
حقیقت کو یوں پایا
کہ سر عام بول رہی ہے

یہ
خوشبو اس گل کی
میں عاشق ہوں
اور

یہ میرا معشوق ہے
جس جس چمن میں

ہوتا ہے یہ نمودار
میں پہنچتی ہوں
وہیں لگاتار
کہ اس کی جدائی سے
میرا دل بے زار رہتا ہے
کیونکہ
میرے اس دل میں
اس ساجن کا پیار رہتا ہے



اشعار مستوار

وقت رخصت تیرا رونا مجھے یاد ہے اب تک
تیرے آنسو چمکتے ہوئے موتی کی طرح تھے



میرے آنسو میری تڑپ اور میرے جذبات
یہ سب حسین تحفے ہیں اے صنم تیرے لیے



کسی کو دم ہوتا ہے کسی کا دم نکلتا ہے
یہاں ہم موت و حیات کا کاروبار کرتے ہیں



میری گفتار کی رمز سے یہ غافل ہیں محمود
کوئی کہتا ہے کہ افکار میں ہے لذت اسرار

تیرے حسن کی جھلک اس طرح بے خود بناتی ہے
کہ آنکھیں پیاسی رہتی ہیں اور دل تڑپا کرتے ہیں



تو اس طرح اترتا ہے لوگوں کے دلوں میں
کہ ہر شخص دل میں دیکھے تجھے دیکھنے کے بعد



تمہاری اس الفت کا بدلہ دے نہیں سکتا
کہ بڑی جاں نثاری سے تم میرے کام آئے ہو



جانا ہے بڑی دور مگر اتنا تم یاد رکھنا
بہی مسافتوں سے محبت کم نہیں ہوتی

جب پہنچو تم اپنی منزل پر کبھی
دل کی منزل کو نہ بھلانا دل سے



شورش کی دنیا میں محو ہو جاؤ تو سوچنا
اک شخص نے کبھی دل سے آواز دی تھی تم کو



اس قدر یاد آیا وہ ہرجائی مجھ کو
کہ بے خودی میں بھی نظر کے سامنے رہا



قسمت میں جو لوگ ہوتے نہیں میسر
شناسائی ان کی پھر ہوتی ہے کیوں کر

صحبت سے ملتی ہے دنیا کی پہچان
کامل کی صحبت موتی کی طرح ہے



گر کوئی نہ پائے تیرے رمز کی دنیا
لفظوں کے جواہر کو پھر تو برباد نہ کر



بڑی مشکل سے لکھے ہیں دل کے سپنے
گر سینے میں دل ہے تو ذرا غور سے پڑھ



مقصدِ تحریر وہ خود دیتے ہیں مجھے
یہ لفظ بھی ان کے دل کی آواز ہوتے ہیں

کتنی مشکل سے لکھے جاتے ہیں دل کے فسانے
لوگ کیسے آساں سمجھتے ہیں دل کی کتاب کو



بعد عرصے کے ملا مجھ کو تو محسوس یہ ہوا
جیسے کسی پھول کی خوشبو لوٹ آئی ہو واپس



تم کو کیا نام دوں مقصدِ تحریر ہو تم
دل کو تو کوئی اور نام دیا نہیں کرتے



حالِ زار کاغذ پہ لکھنا نہیں مناسب
ہاں دل پہ لکھا تو انمٹ ہوا کرتا ہے

رات دن ایک ہی تڑپ رہتی ہے مجھے
ایک لمحہ بھی نہ تجھ سے جدا ہو پاؤں



جو ان کی زباں نہ سمجھ سکے ان کی حیات میں
وہ آج بھی ہیں نکتہ چیں قلندر کے حال پر



انکار میں بھی ان کے پوشیدہ تھی محبت
کہ بے رخی بھی ان کی تماشہء حسن تھی



چہرے سے ہی ٹپکتے ہیں آثارِ محبت
دنیاۓ محبت میں کچھ بولا نہیں جاتا

رہتا ہے ان کی بزم میں ہمہ وقت مدہوش
وہ مستوار جو ان کی نگاہ کا شکار ہے



رہ کر بزمِ ہستی میں ناواقفِ دنیا رہا
ایسی پلائی گئی مجھے بزمِ لامکاں سے



اس کی آواز میں اک مٹھاس رہتی ہے
شاید وہ محبت کی زباں بولتا ہے



جلا دیتے ہیں وہ پتھروں کے بت بھی
جن کی آہ میں سوزِ عشق ہوا کرتا ہے

تیری چاہت کو میں کیسے لفظوں کا رنگ دوں
کہ یہ عظیم تر ہے دنیا کی بولیوں سے



میں خود کیا ہوں مجھے خود نہیں معلوم
وہی بولتا ہے جس کا آئینہ ہوں میں



آنکھوں میں تھے آنسو بتا رہے تھے مجھے
کہ دل میں ان کے کوئی قصہء غم ضرور ہے



ویسے تو دل کو درد کے پیوند تھے کئی ہزار
لوگوں کی بزم میں پھر بھی مسکراتا رہا ہوں میں

اے رب تیرے نظام کو سمجھے گا کون یہاں
ہر کوئی تو سرگرداں ہے اپنے ہی نفس میں



جب تیرا کرم ہوتا ہے حد کے سوا ہوتا ہے
تیرے بغیر تو سعی و ناکام سبھی کرتے ہیں



جن کو بخش دی تو نے دل کی دنیا
وہ لوگ ہی رازِ کائنات بن گئے



انانیت سے نکل کر نیت تک پہنچو
کہ مقامِ انا اسی نیت میں ہے

ظہورِ ہستی کچھ نہیں ظہورِ ذات ہی سمجھو
خدا سے جا ملاتا ہے خود سے لاپتہ ہونا



چند روز کی جو دے گیا رفاقتیں مجھے
بس وہی میری زندگی کی اک بہار تھی



ہر کروٹ بدلنے پر وہ سامنے رہے
کچھ اس طرح رات بھر ان کا جمال تھا



دل سے چاہنے والے لفظوں کے ہوتے نہیں محتاج
الفاظ تو منافق کو ہی بڑا زیب دیتے ہیں

آواز جب ان کی دھیرے سے سنی میں نے
یوں لگتا ہے روح میں مستی انہی کی ہے



نظر تو سب پہ تھی اور کرم بھی ان کا تھا
کچھ لوگ سمجھ نہ سکے مقدر کی بات ہے



مقسوم میں گر تیرے نہیں قربِ محبوب
دعاؤں کے رد ہونے کا افسوس ہے بے جا



ہو جاتے ہیں کسی نظر سے اسرار و رموز ظاہر
بڑا مشکل ہوتا ہے درد کو لفظوں کی زباں دینا

ہر اک کو جو سمجھتا ہے قریب دل محمود
وہ اس شرافت کا بڑا نقصان پاتا ہے



ہر پھول میں مہک ہو یہ نہیں ممکن
کچھ پھول محض دیدہ زیب ہوتے ہیں



تمہارے بغیر کوئی سانس سلامت نہیں میری
تمہارا سفر ہمیشہ میری سانسوں کے ساتھ ہے



بیشک ساری عطائیں اسی کی ہیں محمود
لیکن عطاؤں کا مصدر اس کا حبیب ہے

اک بار وہ ملے تھے صحنِ دل میں آکر
آج تک دل میں بہار ان کے کرم کی ہے



زلفِ عنبریں کو گر آج بھی لہرا دیں وہ
سارا زمانہ محوِ رقص آج بھی ہو جائے گا



یادوں میں بے قراری رکھی ہے اس لئے
کہ عاشق کو چین کبھی یاد کے سوا نہیں



تم کو پانے کی خواہش تو ہر گھڑی رہی مجھے
مگر خود ہی عکسِ جاناں اب بن گیا ہوں میں

ہر کوئی تو کرتا ہے تعریف اپنے چاند کی
ہم نے تو اس در پہ چاند کو بھی ماند پایا ہے



موسیٰ کو تو ملتے رہے کوہِ طور پر
محبوب کی چاہت میں نظرِ عرش پر ٹھہری



کسی کے کلام سے نہ کر اندازہ مقام کا
لوگ باتوں کے بڑے شہباز ہوا کرتے ہیں



عمر ساری گزار دی جن کی چاہت میں
افسوس یہ کہ وہ بھی اجنبی نکلے

دل سے بیٹھنا کسی اہل دل کے پاس
چار چاند لگاتا ہے دل کی دنیا کو



کم ظرف نہ پائے گا کسی محفل سے حقیقت
کہ حقیقت کبھی کم ظرف کو ملا نہیں کرتی



پائے گا کون یہاں اسرارِ قلندر
کہتے ہیں قلندر تو ہے سیاحِ لامکاں



طلب و منافقت گر دونوں ہوں جس کے اندر
طریقت کی بارگاہ سے وہ مردود ہو گیا

بھول جاتا میں اگر کوئی پلاتا جام سے
مجھ کو پلائی یار نے اپنی نظر سے ہے



پا کر تجھے یقین نہیں اپنے آپ پر
حیرت سے دیکھتا ہوں میں خود کو بار بار



پوچھا کہ کس جگہ پہ تیرا پتہ ملے گا
اس نے کہا تو خود کو ڈھونڈ میرا پتہ نہ پوچھ



شروع جو ہوتی ہے دو دلوں سے داستانِ عشق
اک ہی رہ جاتا ہے نامِ عشق میں جل جانے کے بعد

پاس رہنے سے حالِ محبت بیاں ہو نہیں سکتا
بچھڑ جانے سے رازِ محبت کھلا کرتے ہیں



محرومِ عطا ہو گیا یہ مسلم ریا کار
ہندو ہے جو لے لیتا ہے پتھر کے صنم سے



اک شخص جو چمٹا رہا ہر وقت میرے ساتھ
وہ دلفریب ہی میرے دامن کا چور تھا



کیا حال سناؤں محمودؒ اپنے گلستاں کا
اللہ نے ہر پھول کو خوشبوئے بے خودی دی ہے

تم کو شاید نہ پتہ چلے آج کسی کی منزل
مگر کسی وقت اس منزل کی تم کو تلاش ہو گی



ہمارا دوست بھی غضب کی بلا نکلا
جسے ہم یار سمجھتے رہے وہی خدا نکلا



چنگاری عشق کی چاہئے شمعِ توحید کو
بناں کسی قلندر کے خونِ جگر کون دے



باتیں ان کی دگداز ہوا کرتی ہیں
جن کے دل میں شمع ء عشق جلا کرتی ہے

قلندری ماہئیے

سو نے دی ونگ ماہیا
مٹی بھی سونا ہوندی جد بنیے ملنگ ماہیا

کوئی شکار داجال ہووے
نہیں بندے نوں کچھ ہوندا جد مولا نال ہووے

کیا شان قلندر دی
رب اوہ عزت دتی روح تڑپے سکندر دی

بڑا نشہ اس شراب دا اے
ہر مست روے بے خود اے کرم جناب دا اے

سوہنا پھل گلاب دا اے
مستاں دے دل اندر رہنا کم جناب دا اے

بوہے نوں ٹھوک میکھاں
نظر ہُن جدھر اٹھے میں ہو ای یار ویکھاں

کوئی دیگاں لنگردیاں
ہر جا یار ویکھن اے نظراں قلندر دیاں

پکيا کما دھووے
دل بن دا مدینہ اے جے دل وچ یاد ہووے

کوئی فصلاں دی کھاد آوے
اکھیاں چوں اون اتھرو جد مدنی یاد آوے

کوئی رے نوں وٹ دیندا
سوہنا جے تک چھوڑے زندگی نوں پلٹ دیندا

نظر کعبہ دے مولود دی اے
ہے اوہ آپ وسدا نہیں ذات محمود دی اے

کوئی نظارہ پانی دا
ازلاں توں ہاں طالب میں شاہِ جیلانی دا

کوئی پھل یا سمین دا اے
نہیں ہر وچ وفا ہوندی اے فرق زمین دا اے

کوئی تیرکمان دا اے
سوہناتے ہر ویلے ہر حال نوں جان دا اے

علیٰ غالب جہان دا اے
فقراں نوں کون سمجھے بڑا فرق زبان دا اے

کوئی پانی دا جگ ہوندا
قلندر دی مستی دا کوئی ذائقہ الگ ہوندا

نال منکر دے جنگ ہووے
اوہ بازی کیوں ہارے جنوں چڑھیا رنگ ہووے

کوئی ساوارنگ ماہیا
فوج قلندر دی ہوندی نبی دے سنگ ماہیا

کوئی پہاڑ طور دا اے
ہر ویلے نشہ رہندا اے کرم حضور دا اے

کوئی نہر داپل ماہیا
رہویں دور ٹھگاں کولوں نہیں تے جاسیں رُل ماہیا

کوئی پکھا پیا چلدا
خاطر سبنا دی کل عالم پیا پلدا

کوئی پکھا ہوا دیوے
عشق دے مریضاں نوں کون کھڑی دوا دیوے

کوئی پکھے ہوا دتی
جوں گزری گذر گئی پر سوہنے نال نبھا دتی

کوئی رکھی ہوئی کتاب ہووے
یار تے یار ہوندے کدوں یاراں نال حساب ہووے

کوئی بکری گھاہ کھاوے
جے ہک نظر تکیں ساڈی جان وچ جان آوے

کوئی لوہے دا صندوق ہووے
سارے پاسے رہ وئجن پر ماہیے دا سلوک ہووے

بیری نال بور ہووے
اس نوں کوئی غم نہیں جہڑا نال حضور ہووے

آسمانی تارا اے
کملی والا تے سارے جگ توں پیارا اے

اسماں تے تارے نے
ساری دنیا وچ حسنینؑ پیارے نے

پانی نہرتوں رنج پیتا
دید ہوئی ڈھولن دی اساں اکبر جج کیتا

اچی شان سبطین دی اے
نمازاں تے پڑھن سارے پر نماز حسینؑ دی اے

داتا دامیلہ اے
بھج بھج آؤ سنگیو ہن پین دا ویلہ اے

اچا ڈھولے دانا م ہوسی
جیوندیاں بھی اس دی آں مریاں روح بھی غلام ہوسی

سارے کم نصیباں دے
قسمت والے بن دے نے مہمان حبیباں دے

کوئی بدل کھڑ کدا اے
ڈھولا ساڈا بہوں سوہنا بندہ مڑ مڑ تکدا اے

کوئی وکدا صیون ہووے
کھ ویکھاں ڈھولے داتاں دل نوں سکون ہووے

کوئی کشتی دریاواں دی

روح بڑی پیاسی اے سوہنے دی نگاواں دی

کوئی جوڑی ملاواں دی

ڈھولے دی نظر ہووے نہیں لوڑ دواواں دی

کوئی جوڑی بازاں دی

دنیا ریس کرے میرے یار دیاں نازاں دی

رنگ کیتا کافی نوں

دنیا تڑپے چناں او دی ویکھ جوانی نوں

ترانه قلندر

جو دل بھی غم کو سہتا ہے
اس دل اندر رب رہتا ہے
رب اس کو درشن دیتا ہے
وہ بن سمندر بہتا ہے

محمود قلندر کہتا ہے محمود قلندر کہتا ہے

گر دل میں نقش جماؤ گے
سکھ چین کا دامن پاؤ گے
گیت پیا کے ہر دم گاؤ گے
اک من چلا یہ گاتا ہے

محمود قلندر کہتا ہے محمود قلندر کہتا ہے

جو یار کا دل و جان بنا
وہ دراصل انسان بنا
بن یار کے بس شیطان بنا
اک مست جو آپیں بھرتا ہے

محمود قلندر کہتا ہے محمود قلندر کہتا ہے

اک مرشد میں تم کھو جاؤ
بس اک کے ہی تم ہو جاؤ
پھر پی کے مے تم سو جاؤ
یوں رنگ میں مرشد رنگتا ہے

محمود قلندر کہتا ہے محمود قلندر کہتا ہے

جو یار ہیں پیا کے پیار رنگے
ہیں انہی کے تو جھنڈے لگے
ہیں وہ لوگ ہی مر کے جئے
بس ان کا دل چمکتا ہے

محمود قلندر کہتا ہے محمود قلندر کہتا ہے



محبت مشن سنٹر

قلندر مخدوم پیر سید محمود الحسن شاہ خاکی کے زیر نگرانی " محبت مشن سنٹر " کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ سنٹر پر مخدوم پیر سید رسول شاہ خاکی اور پیر محمود الحسن شاہ مستوار قلندر کی کتب تصاویر اور قلندر مخدوم پیر سید محمود الحسن شاہ خاکی کے تصوف اور روحانیت کے موضوع پر خطابات کی آڈیو، وڈیو، CDs اور عرس مبارک کی آڈیو، وڈیو کیسٹس دستیاب ہیں۔

پتہ:

محبت مشن سنٹر

دربار مخدوم پور شریف (مرید) ضلع چکوال، پاکستان۔

فون: 0573-594333 موبائل: 0333-5906401

ای میل: khakishah@hotmail.com

ویب سائٹ: www.alkhaki.com

آذان قلندر

پیر سید محمود الحسن شاہ مستوار قلندر کے عارفانہ و صوفیانہ رموز و اسرار پر مبنی کلام ان کی کتاب "آذان قلندر" میں منظر عام پر آچکا ہے۔ جس کی طباعت سہ بار ہو چکی ہے۔

تذکرہ خاکی

حضور پیر سید رسول شاہ خاکی کے حالات، واقعات و ارشادات پر مبنی کتاب جس میں حضور پیر صاحب کی سوانح عمری کا تذکرہ ہے اور ان واقعات کو قلم بند کیا گیا ہے جو کہ مختلف مریدین کے ساتھ پیش آئے۔

مہر منور شاہ قلندر

ایک عام قاری کے کیلئے روحانیت اور تصوف کے موضوع پر ایک جامع اور مدلل کتاب "مہر منور شاہ قلندر" بھی شائع ہو چکی ہے۔ جو خواص اور عوام الناس ہر دو کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔